اتباع سنت اور اس کے ثمرات - شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ

ترجمہ وخلاصہ بغرض تقریر شیخ عبدالرحمن بن عبدالکریم عمری مدنی حفظہ اللہ

*نوٹ: جمعرات، 9رجب 1419 ہجری کو شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ نے یہ محاضرہ (لیکچر) مدینہ طیبہ کی مشہور ومعروف اسلامک یونورسٹی کے قاعۃ المحاضرات میں دیا ہے۔ جس کا ترجمہ وخلاصہ شیخ عبدالرحمن بن عبدالکریم عمری مدنی نے دو محاضرات میں پیش کیا ہے۔ یہ کورس جامعہ تعلیم العلوم الاسلامیہ ودار العلم کی جانب سے 11 اور 12 نومبر 2023ء کو آن لائن رکھا گیا تھا۔

سنت کی تعریف

لغت میں سنت طریقہ کو کہتے ہیں.

ما ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم من قول أو فعل أو إقرار. آپ ﷺ سے صادر قول وفعل اور تقریر کو سنت کہتے ہیں۔ (رسول اللہ ﷺ سے منقول۔۔۔)

محدثین کے اصطلاح میں رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب ہر قول، فعل، تقریر اور نبوت سے پہلے یا اس کے بعد کی تخلیقی یا اخلاقی کیفیت یا سیرت کو سنت کہتے ہیں۔

فقہاء کے یہاں سنت واجب کے مقابل میں ہے، یعنی اس فعل سے عبارت ہے جس کی ادائیگی کے سلسلہ میں بغیر تاکید وجزم خطاب وارد ہو۔ سنت وہ ہے جس کے فاعل کو ثواب ہو اور اس کے تارک کو عقاب نہ ہو۔ (دوسرے معنوں میں مندوب ومستحب وتتطوع)

قول سے مراد: امور شریعہ سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی باتیں ہیں۔ (قرآن کے علاوہ)

انما الاعمال بالنیات۔۔۔ من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ

فعل سے مراد: رسول اللہ ﷺ کی عبادات وغیرہ ہیں جن کی کیفیت، تعداد، مقدار اور وقتت وغیرہ کو صحابہ کرام نے ہم تک نقل کیا ہے جیسے آپ ﷺ کی نماز، حج، عمرہ، روزہ وغیرہ کا طریقہ۔

تقریر سے مراد: صحابہ کرام سے صادر ہونے والے وہ افعال ہیں جن پر رسول اللہ ﷺ نے بطور رضامندی خاموشی اختیار کی یا اسے اچھا گردانا اور اس کی تائید کی۔

مثال: فجر کے بعد 2 رکعات سنت (د236) ضب کا کھایا جانا (خ5391، م5146)

حجیت حدیث

أن السنة النبوية شقيقة القرآن الكريم من كونها حجة تقوم على العباد وهم مكلفون بالعمل بها كما هم مكلفون بالعمل بالقرآن.

سنت بھی قرآن جیسی ہی حجت ہے

قرآن سے استدلال میں اس بات کا خیال رہے

قرآن سے استدلال کرنے والا صرف دلالۃ النص علی الحکم کا اہتمام کریگا جبکہ سنت سے استدلال کرنے والا پہلے سنت کے ثابت ہونے کے تعلق سے دیکھے گا پھر دلالۃ النص علی الحکم کا اہتمام کرے گا۔

کیا یہ قرآن کی آیت اس حکم پر دلالت کرتی ہے جس حکم کے لیے اس کو دلیل بنایا گیا ہے۔

قرآن کی دلالت کے فہم میں لوگ مختلف ہیں، ان کے علوم وفہم کے اعتبار سے ان کے ایمان باللہ اور اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کے اعتبار سے۔

سنت سے استدلال میں دو باتوں کا خیال رہے

سنت کا معاملہ میں پہلے اس کے ثبوت کے تعلق سے دیکھا جائے گا کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے کہ نہیں، پھر یہ دیکھا جائے گا کہ کیا سنت اس حکم پر دلالت کرتی ہے جس حکم کے لیے اسے دلیل بنایا گیا ہے۔

کیونکہ ضعیف و موضوع روایات کو سنت میں داخل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسی لیے علماء نے کتب الرجال، مصطلح کی کتابیں لکھی ہیں تاکہ صحیح حدیث کو ضعیف اور کمزور سے الگ کر دیا جائے۔

سنت کا مقام

حکمت سنت ہے

وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿١١٣﴾ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب و حکمت اتاری ہے اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو نہیں جانتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے۔ (النساء113)

اکثر علماء نے حکمت کو سنت سے تعبیر کیا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (ﷺ) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ (النساء59)

اللہ کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی سنت بھی شرعی دلیل ہے جس پر عمل واجب ہے۔

رسول ﷺ کی نافرمانی پر وعید

وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ﴿۲۳﴾ (اب) جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نہ مانے گا اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے۔ (الجن 23)

رسول ﷺ کی نافرمانی پر وعید اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی سنت حجت اور بالکل قرآن کی طرح لازم ہے۔

* احرام مسجد نبوی سے باندھنا

* عید گاہ میں سنت پڑھنا (مخالفت رسول پر ضرور تمہیں عذاب ملے گا)

رسول اللہ ﷺ کے اجتہاد کو قبول کرنے کا حکم

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۷﴾ اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔ (الحشر 7)

یہ حکم مال فئی کے سلسلہ میں ہے، مال فئے تو رسول اللہ ﷺ کے اجتہاد کے مطابق ہی تقسیم ہوتا ہے تو جب آپ ﷺ کے اجتہاد کو قبول کرنے کا حکم ہے تو پھر بدرجہ اولی آپ کے بیان کردہ احکام شریعت پر عمل لازمی ہے۔

رسول ﷺ کی زندگی قابل اقتداء اسوہ اور نمونہ ہے

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿۲۱﴾ یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔ (الاحزاب 21)

قرآن کی دلالت کا تقاضہ ہے کہ نبی کے اسوہ کو اختیار کرنے میں آپ ﷺ کے افعال بھی شامل ہے۔

نبی ﷺ کا طریقہ سب سے بہترین طریقہ ہے

ثُمَّ يَقُولُ:" أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْأُمُورِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ"--- حمد و صلاۃ کے بعد! جان لو کہ سارے امور میں سے بہتر اللہ کی کتاب (قرآن) ہے، اور راستوں میں سے سب سے بہتر محمد کا راستہ (سنت) ہے، اور سب سے بری چیز دین میں نئ چیزیں (بدعات) ہیں، اور ہر بدعت (نئ چیز) گمراہی ہے۔۔۔(ابن ماجہ 45)

نبی ﷺ نے اپنی سنت کو لازمی پکڑنے کا حکم دیا ہے

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: " أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالسَّمْعِ، وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ " . عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں نماز فجر کے بعد ایک موثر نصیحت فرمائی جس سے لوگوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں اور دل لرز گئے، ایک شخص نے کہا: یہ نصیحت ایسی ہے جیسی نصیحت دنیا سے (آخری بار) رخصت ہو کر جانے والے کیا کرتے ہیں، تو اللہ کے رسول! آپ ہمیں کس بات کی وصیت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”میں تم لوگوں کو اللہ سے ڈرتے رہنے، امیر کی بات سننے اور اسے ماننے کی نصیحت کرتا ہوں، اگرچہ تمہارا حاکم اور امیر ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے آئندہ جو زندہ رہے گا وہ (امت کے اندر) بہت سارے اختلافات دیکھے گا تو تم (باقی رہنے والوں) کو میری وصیت ہے کہ نئے نئے فتنوں اور نئی نئی بدعتوں میں نہ پڑنا، کیونکہ یہ سب گمراہی ہیں۔ چنانچہ تم میں سے جو شخص ان حالات کو پالے تو

اسے چاہیئے کہ وہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر قائم اور جمارہے اور میری اس نصیحت کو اپنے دانتوں کے ذریعے مضبوطی سے دبالے"۔ (اور اس پر عمل پیرا رہے) (ترمذی 2676)

اس طرح سنت کی اہمیت اور اس کے مقام و مرتبہ کو واضح کرنے والے دلائل بے شمار ہیں۔

وقفة تأمل

ولقد خاب وخسر من قال ((إنه لا عمل الا بما في القرآن)) وتناقض ايضا؛ وذلك لأنه اذا قال ((لا عمل الا بما في القرآن)) فنقول : والقرآن جاء بوجوب اتباع النبي صلى الله عليه وسلم. فإذا كنتَ صادقا فيما تقول، فلا بدّ أن تتقبل الحكمَ بما جاءت به السنة.

نبی ﷺ نے منکرین حدیث کے تعلق سے آگاہ کیا ہے۔

عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَغَيْرِهِ، رَفَعَهُ قَالَ: "لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ أَمْرٌ مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ اتَّبَعْنَاهُ" . **ابورافع رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:** "میں تم میں سے کسی کو ہرگز اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے آراستہ تخت پر ٹیک لگائے ہو اور اس کے پاس میرے امر یا نہی کی قسم کا کوئی حکم پہنچے تو وہ یہ کہے کہ میں کچھ نہیں جانتا، ہم نے تو اللہ کی کتاب میں جو چیز پائی اس کی پیروی کی"۔ (ترمذی 2663)

قرآن سے سنت کی نسبت

بہت سی آیتیں مجمل ہیں سنت ان کی تفسیر کرتی ہے، اگر ان احادیث کو نہ لیا جائے تو مجمل آیات پر عمل ناممکن ہے۔

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ سنتِ رسول بھی قرآن کی طرح ہے واجب العمل ہونے کے اعتبار سے۔

1. قرآنی حکم کی تائید و تاکید
2. قرآن کے اجمال کی تفسیر، عام حکم کی تخصیص، مطلق حکم کی تقیید

3. ایسا حکم جس سے قرآن خاموش ہے۔

سلف کا طریقہ

سلف کا یہی عمل رہا ہے، سنت رسول کو اللہ تعالی کی جانب سے شمار کرتے تھے اور اسے لیتے تھے۔

صحابہ بھی نبی کی بات کو، سنت کو بغیر تفصیل کے استفسار کے قبول کرتے تھے، یہ نہیں پوچھتے تھے کہ واجب ہے یا مستحب ہے۔بس عمل پیرا ہو جاتے۔(بلکہ کہ کوئی یہ کہتے ہوئے نہیں ملے گا کہ کیا یہ قرآن میں ہے)

آج کے بعض لوگوں پر تعجب ہے وہ اس طرح کے سوال کرتے ہیں۔

البتہ مشورہ میں تفصیل پوچھا کرتے تھے جیسا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا اور مغیث رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے۔

وقفہ

ہماری نصیحت اپنے بھائیوں اور طلبہ علم کے لیے یہی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا امر آجائے تو تفصیل سے قطع نظر فورا اس پر عمل پیرا ہوں، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لئے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔(النور 51)

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ﴿٣٦﴾ اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس

کے رسول کا فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔ (الاحزاب 36)

ہاں مخالفت کے وقت پوچھے گا کہ یہ سنت واجب تھی یا مستحب؟ واجب تھی تو توبہ لازمی ہے اور مستحب تھی تو معاملہ اتنا سنگین نہیں۔ اس سے قبل پوچھنا نہیں چاہیے اپنے سینے کو اللہ اور اس کے رسول کے امر کے لیے کشادہ کرلے۔ اور کہے کہ سمعنا واطعنا۔ اسی میں اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل ہوگی اور رسول اللہ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔

سنت کے معانی شرعی حقائق کی روشنی میں سمجھنا ضروری ہے

بعض وہ کام جنہیں سنت سمجھ کر کیا جارہا ہے لیکن وہ سنت نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں نصوص کے معانی اور شرعی حقائق کے تقاضے کیا ہیں جاننا چاہیے تاکہ ہلاکت سے بچے۔

- تشہد اول کے بعد رفع الیدین بیٹھے ہوئے کرنا۔ (ابن عمر بخاری 735)
- کعب سے کعب ملانے کا معاملہ اور کاندھے سے کاندھے ملانے کا معاملہ۔ پیر کو بہت زیادہ پھیلا دیتے ہیں حالانکہ معلوم ہے کہ پیر پھیلا دیں گے تو کندھے نہیں ملیں گے۔ (ابوداود 662)

* *

اتباع سنت کے آثارِ حمیدہ

محبت رسول ﷺ

نبی کو امام بنانے سے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ دو آدمی وضو کیے سنت کے مطابق لیکن ایک شعور کے ساتھ کہ وہ اقتداء رسول کر رہاہے گویا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہو۔ دوسرا غفلت میں اس شعور کے بغیر وضو کر رہا ہے۔ پہلے والے کے دل میں متبع رسول ہونے کا احساس ہے او اس احتساب سے وضو کرے گا کہ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَزِيدَ اللَّيْثِيَّ أَخْبَرَهُ، أَنَّ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، " دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ "، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَكَانَ عُلَمَاؤُنَا، يَقُولُونَ: هَذَا الْوُضُوءُ أَسْبَغُ مَا يَتَوَضَّأُ بِهِ أَحَدٌ لِلصَّلَاةِ.

ابن شہاب سے روایت کی کہ عطاء بن یزید نے انہیں خبر دی کہ حمران نے، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، انہیں بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لیے پانی منگوایا اور وضو کیا تو دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا، پھر کلی کی اور (ناک میں پانی ڈال کر) ناک جھاڑی، پھر تین بار چہرہ دھویا، پھر تین بار دایاں بازو کہنیوں تک دھویا، پھر اسی طرح بایاں دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر تین بار اپنا دایاں پاؤں ٹخنوں تک دھویا، پھر اسی طرح بایاں پاؤں دھویا، پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے اسی طرح وضو کیا جس طرح میں نے اب کیا ہے،

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر اٹھ کر دو رکعتیں ادا کیں، ان دونوں کے دوران میں اپنے آپ سے باتیں نہ کیں، اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔" ابن شہاب نے کہا: ہمارے علماء (تابعین) کہا کرتے تھے کہ یہ کامل ترین وضو ہے جو کوئی انسان نماز کے لیے کرتا ہے۔ (بخاری 160 مسلم 226)

یہی معاملہ نماز کا ہے۔ بہت سارے مسلمان سنت کے طریقہ پر نماز تو ادا کرتے ہیں لیکن ان سے یہ شعور اور احساس غائب رہتا ہے کہ ہم نبی کی تاسی کرتے ہوئے نماز ادا کر رہے ہیں۔ اگر یہ شعور پیدا ہو جائے تو دل کی کیفیت پر اس کا بڑا اثر پڑے گا۔

بدعت سے نفرت

سنت رسول کی اتباع کے آثار میں یہ بھی ہے کہ انسان بدعت کا انکار کرے گا۔ثُمَّ يَقُولُ: " أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْأُمُورِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ"۔۔۔حمد وصلاۃ کے بعد! جان لو کہ سارے امور میں سے بہتر اللہ کی کتاب (قرآن) ہے، اور راستوں میں سے سب سے بہتر محمد کا راستہ (سنت) ہے، اور سب سے بری چیز دین میں نئی چیزیں (بدعات) ہیں، اور ہر بدعت (نئی چیز) گمراہی ہے۔۔۔(ابن ماجہ 45)

احداث کو سنت کے مقابل ذکر کیا ہے، لہذا جو انسان جتنا زیادہ سنت کی اتباع میں حریص ہو گا وہ اتنا ہی زیادہ بدعات سے دور رہے گا۔ عبادت صرف نبی کے طریقہ پر ہی وہ انجام دے گا۔ جس طرح وہ شرک سے انکار کرے گا اسی طرح بدعات کا انکار کرے گا۔ کوئی بھی عمل اخلاص اور اتباع سنت کے بغیر اللہ تعالی کے نزدیک قابل قبول نہیں۔

عمل میں کوئی خلل (نقص) نہیں ہو گا

سنت رسول کی اتباع کے آثار میں یہ بھی ہے کہ جو سنت رسول کو اپنانے والا ہو گا وہ اقتدا کے قابل رہے گا امام بنے گا، اس کے عمل میں کوئی خلل نہیں پیدا کر سکتا۔

اگر کوئی کسی امام کی تقلید میں کوئی مل کرتا ہے اور اس سے پوچھ لیا جائے کہ اس کی دلیل کیا ہے تو وہ کچھ کہہ نہیں پائے گا جبکہ متبع سنت کہے گا یہ نبی کا فعل ہے نبی کی سنت ہے۔

اخلاقِ رسول ﷺ کی پابندی

سنت رسول کی اتباع کے آثار میں یہ بھی ہے کہ متبع سنت اخلاق رسول کو اپنانے والا ہو گا۔ نبی کو اتمام مکارم اخلاق کے لیے بھیجا گیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: " أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا ". ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایمان میں سب سے کامل مومن وہ ہے جو سب سے بہتر اخلاق والا ہو، اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اخلاق میں اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہو"۔(ترمذی 1162، ابوداود 4259)

غلو اور کمی، افراط و تفریط سے حفاظت

سنت رسول کی اتباع کے آثار میں یہ بھی ہے کہ متبع سنت غلو اور خلو کے درمیانی راستہ صراط مستقیم پر قائم رہے گا۔ دو مثالیں ہیں

پہلی مثال: جاہل کے ساتھ اس کے لائق معاملہ کرنا

دوسری مثال: متعمد کے ساتھ اس کے لائق معاملہ کرنا

عَن أَنَس بْن مَالِكٍ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم، إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ، فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: مَهْ، مَهْ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: " لَا تُزْرِمُوهُ، دَعُوهُ "، فَتَرَكُوهُ حَتَّى بَالَ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم دَعَاهُ، فَقَالَ لَهُ: " إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ، لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْبَوْلِ، وَلَا الْقَذَرِ، إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالصَّلَاةِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ "، أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ، قَالَ: فَأَمَرَ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ، فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ، فَشَنَّهُ عَلَيْهِ ". حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اس دوران میں ایک بدوی آیا اور اس نے کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں نے کہا: کیا کر رہے ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے (درمیان میں) مت روکو، اسے چھوڑ دو۔" صحابہ کرام نے اسے چھوڑ دیا حتی کہ اس نے پیشاب کر لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: "یہ مساجد اس طرح پیشاب یا کسی اور گندگی کے لیے نہیں ہیں، یہ تو بس اللہ تعالیٰ کے ذکر نماز اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں۔" یا جو (بھی) الفاظ رسول اللہ ﷺ نے فرمائے۔ (انس رضی اللہ عنہ نے) کہا: پھر آپ نے لوگوں میں سے ایک کو حکم دیا، وہ پانی کا ڈول لایا اور اسے اس پر بہا دیا۔ (بخاری 6025، مسلم 285)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ، فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ، وَقَالَ: " يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ "، فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، خُذْ خَاتِمَكَ انْتَفِعْ بِهِ، قَالَ: لَا وَاللَّهِ لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد غلام کریب نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ (کی انگلی) میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، آپ نے اس کو اتار کر پھینک دیا اور فرمایا "تم میں سے کوئی شخص آگ کا انگارہ اٹھاتا ہے اور اسے اپنے ہاتھ میں ڈال لیتا ہے۔" رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا: اپنی انگوٹھی لے لو اور اس سے کوئی فائدہ اٹھا لو۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے کبھی نہیں اٹھاؤں گا۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پھینک دیا ہے۔ (مسلم 2090)

(مسجد کی دیوار پر تھوک دیکھ کر نبی ﷺ غصہ ہو گئے)

رحمت وشفقت، عاجزی وانکساری

سنت رسول کی اتباع کے آثار میں یہ بھی ہے کہ متبع سنت کو اتبا سنت رحمت وشفقت اور عاجزی وتواضع پر ابھارتی ہے۔ نبی ﷺ بچوں سے مزاق کرتے، انہیں سلام کرتے، یا عمیر ما فعل النغیر

حسن رضی اللہ عنہ نے پیٹھ پر بیٹھا تو سجدہ طویل کر دیا۔

آج لوگ بچوں کے ساتھ یہ معاملہ نہیں رکھتے ہیں۔ انہیں ڈانٹ دیتے ہیں وغیرہ

وقفة

سنت رسول کی اتباع کے آثار تو بہت زیادہ ہیں پر ضروری ہے کہ سنت کا علم بھی حاصل کرے۔ میں اپنے طالب علم بھائیوں کو سنت کی معرفت پر ابھارتا ہوں تاکہ انہیں سنت پر عمل کرنے میں آسانی ہو اور اس سنت کی طرف بلانے میں آسانی ہو۔ یہی بھلائی باقی رہنے والی ہے۔

*رجب کے مہینے کی مناسبت سے اس کی شرعی حیثیت کو بیان کیا

ماہ رجب کی شرعی حیثیت

سنت رسول کی اتباع کے آثار میں ہم نے بتایا کہ اس کا لازمی تقاضہ ہے کہ بدعت سے نفرتت کی جائے اس کا انکار کیا جائے۔

اسی مناسبت سے ہم شہر رجب میں ہیں تو اس مہینہ میں کیا کچھ کرنا ہے اور کن چیزوں سے بچنا ہے میں ذکر کرنا چاہوں گا۔

1. رجب یہ اشہر حرم میں سے ہے۔

اشہر حرم میں کونسا مہینہ افضلل ہے، ذوالحجۃ افضل ہے کہ اس مین حج کی ادائیگی ہے۔

2. رجب کی تعظیم جاہلیت میں بھی تھی۔ قتال نہیں کیا کرتے تھے۔

علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا اب یہ حکم باقی ہے۔ تو صحیح بات یہ ہے کہ قتال کی ابتداء کرنا حرام ہے البتہ قتال اگر چل رہا ہے اور سامنے والے نے شروع کیا ہے تو قتال کی اجازت ہے۔

3. رجب میں جاہلیت والے روزہ رکھتے تھے لیکن نبی سے یہ ثابت نہیں۔ کہ خاص طور پر اس میں روزہ رکھا جائے۔

ابن تیمیہ نے بتایا کہ احادیث تمام کی تمام ضعیف ہیں۔ ایسی ضعیف نہیں کہ فضائل میں بیان کی جائیں بلکہ مکذوب ہیں۔

عمر رضی اللہ عنہ مارتے تھے اور کھانے پر مجبور کرتے تھے کہ اسے رمضان کی طرح نہ بنائیں۔

یہی معاملہ ابو بکر صدیق کا تھا کہ ان کے گھر والے رجب میں روزہ رکھنا چاہا تو انہیں من کر دیا۔

4. جاہلیت میں رجب میں عمرہ کرتے تھے کہ یہ نصف سنہ میں واقع ہے ذوالحجۃ میں توجہ کرتے ہیں لہذا اس میں عمرہ کرتے تھے۔ تاکہ بیت اللہ معمور رہے۔

ابن رجب نے نقل کیا کہ حضرت عمر، حضرت عائشہ اور ابن عمر صحابہ میں رجب میں عمرہ کرنے کو مستحب سمجھتے تھے۔
نیز ابن سرین نے سلف سے نقل کیا کہ وہ رجب میں عمرہ کرتے تھے۔

5. صلاۃ الرغائب، جو پہلے جمعہ کی رات کو مغرب اور عشاء کے مابین 12 رکعات عجیب انداز و کیفیت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

ابن حجر اور نووی نے اس نماز کا ذکر کیا ہے۔ یہ اور نصف شعبان کی شب 100 رکعات پڑھنا بدعت ہے، قبیح منکر ہے۔

قوت القلوب، احیاء علوم الدین میں اس کا ذکر ہونا دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ سب باطل ہے۔

امام ابو محمد عبد الرحمن بن اسمایل مقدسی نے نفیس کتاب میں ان دونوں بدعتوں پر رد کیا ہے۔

ابن تیمیہ نے کہا کہ یہ بدعت ہے نبی نے نہیں کیا خلفاء نے نہیں کیا ائمہ نے نہیں کیا ثوری، اوزاعی، لیث وغیرہ نے نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں مروی حدیث کذب ہے تمام حفاظِ حدیث کے اجماع سے۔

ابن رجب نے بھی کہا کہ رجب کے مہینہ میں کوئی مخصوص نہیں نہیں، اس سلسلہ میں مروی احادیث صلاۃ الرغائب میں سب کذب اور باطل ہے صحیح نہیں۔

یہ بھی کہا ابن رجب کہ متقدمین نے اس نماز کا ذکر نہیں کیا اس لیے کہ یہ نماز ان کے بعد 400 سال کے بعد ظاہر ہوئی ہے۔

نیز شوکانی نے کہا کہ حفاظ کا اتفاق ہے کہ یہ صلاۃ الرغائب موضوع ہے۔ نیز جوزقانی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نصف رجب کی رات پڑھی جانے والی نماز کی فضیلت بیان کی ہے جو کہ موضوع ہے اور اس کے تمام رواۃ مجہول ہیں۔

6. **بعض لوگ رجب کے مہینہ میں مدینہ کی زیارت کرتے ہیں اور اسے رجبیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اس زیارت کو سنن مؤکدہ میں شمار کرتے ہیں اور اس میں بعض اماکن کی زیارت کرتے ہیں۔**

مسجد نبوی کی زیارت، مسجد قبا، قبر رسول ﷺ، بقیع اور شہداء احد کی زیارت۔

اسی طرح مسجد غمامہ، مسجد قبلتین، مساجد سبعہ کی زیارت

زیارت رجبیہ کی کوئی اصل نہیں ہے۔

مسجد نبوی کی زیارت مستحب ہے لیکن کسی مہینہ سے مخصوص کرنا منع ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: " مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ". ”جس نے ہمارے دین میں از خود کوئی ایسی چیز نکالی جو اس میں نہیں تھی تو وہ رد ہے۔ اس کی روایت عبداللہ بن جعفر مخرمی اور عبدالواحد بن ابی عون نے سعد بن ابراہیم سے کی ہے۔ (بخاری 2697)

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: " مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ". جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی ایسی نئی بات شروع کی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے۔(مسلم 1718)

7. اسراء و معراج رجب کی 27 کو پیش آیا لہذا احتفالات منعقد کرتے ہیں اور بدعات کو انجام دیتے ہیں۔

- تاریخی اعتبار سے یہ یقینی نہیں کہ رجب میں اسراء و معراج واقع ہوئی۔(علماء کے اقوال ذکر کیے)
- اسرا و معراج کو لیکر عید منانا یہ جائز نہیں۔

اتباع سنت کا معنی ہے اسے مضبوطی سے پکڑنا، بغیر کسی نقص اور زیادتی کے۔

بدعت سے ایک مومن خبردار رہے، نبی لعنت بھیجتے تھے کل بدعۃ ضلالۃ

سوالات

- نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے وہ افعال جو بشر عادات میں شمار ہوتے ہیں ان کی اتباع پر اجر و ثواب ہے؟
- قرآن خوانی کا حکم؟
- فہم سنت کے وسائل کیا ہیں؟
- آثار کی زیارت کی شرعی حیثیت